حُرمتِ ریش تراشی
قرآن وحدیث کی روشنی میں

از

افاداتِ عالیہ

فقیہہ علوم اہلبیتؑ
آیۃ اللہ الشیخ علامہ محمد حسین النجفی مدّظلہٗ

ناشر :۔ ادارہ دارالمصنفین والمبلغین
زیر اہتمام :۔ جامعہ علمیہ سلطان المدارس الاسلامیہ سرگودھا

ملنے کا پتہ

مکتبۃ السبطین جامعہ علمیہ سلطان المدارس الاسلامیہ عقب جوہر کالونی سرگودھا

مکتبۃ السبطین 294/B-9 سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

الحجۃ اسلامک کمپلیکس اسلام پورہ نزد پرانا پل سرگودھا

حیدر بک ڈپو امام بارگاہ بلاک 7 سرگودھا

حُرمتِ ریش تراشی
قرآن وحدیث کی روشنی میں

از

افاداتِ عالیہ

فقیہہ علوم اہلبیتؑ
آیۃ اللہ الشیخ علامہ محمد حسین النجفی مدّظلہٗ

ناشر:۔ادارہ دارالمصنفین والمبلغین
زیر اہتمام:۔جامعہ علمیہ سلطان المدارس الاسلامیہ سرگودھا

نام رسالہ	حرمتِ ریش تراشی قرآن وحدیث کی روشنی میں
مصنف	فقیہہ علوم اہل بیت آیۃ اللہ الشیخ محمد حسین النجفی مدظلہ العالی
نظر ثانی	مولانا رانا محمد نواز قمی صاحب مدرس مدرسہ ھذا
تعداد	ایک ہزار
سن اشاعت	2015ء
ناشر	ادارہ دارالمصنفین والمبلغین زیر اہتمام

جامعہ علمیہ سلطان المدارس الاسلامیہ عقب جوہر کالونی سرگودھا

فون 048-3221472

قیمت صرف -/30 روپے

بسم سبحانہ

اظہار تشکر

میرے چند رسالے مدت سے ختم تھے۔ حالانکہ ان کی قوم وملت کو ضرورت تھی۔ اورانکی طرف سے تقاضا بھی تھا جیسے ''حرمتِ ریش تراشی قرآن وحدیث کی روشنی میں'' ''اقسام توحید'' ''نماز جمعہ اور اسلام'' ''وراثت بیوگان اوراسلام'' وغیرہ مگر بوجوہ ہم پیش نہ کر سکے مگراب جبکہ جامعہ علمیہ سلطان المدارس الاسلامیہ سرگودھا میں چند فعال طلباء کے تعاون سے ارادہ دارالمصنفین کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ تو طلبائے کرام نے ان رسائل کی اشاعت کا پروگرام مرتب کیا مگر مالی کمزوری حائل تھی خدائے تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے ''جناب ملک احسان اللہ صاحب اور ملک محسن علی صاحب آف سرگودھا'' کو کہ جب ہمارے طلبائے کرام نے اپنے اس پروگرام کا ان سے تذکرہ کیا تو انہوں نے اس سلسلہ کے جملہ اخراجات اپنے ذمہ لے لئے! شاباش!

؎ ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

دعا ہے خداوند عالم طلبائے کرام کو اس نیک عزم وارادہ کی اور ملک صاحبان کو اس کار خیر کی انجام دہی میں بھرپور مالی تعاون کرنے کی بہترین جزائے خیر عطا فرمائے اور انکی سعئ جمیل کو شرف قبولیت سے نوازے۔

بجاہ النبیؐ وآلہ الطاہرینؑ

وانا احقر محمد حسین النجفی بقلمہ سرگودھا

بسمہ اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لاھلہ والصلوۃ علی اھلھا

سوال:۔ مسئلہ ریش تراشی زیر بحث ہے بعض اہل علم سے سنا ہے کہ ڈاڑھی رکھنا سنت اور منڈوانا حرام ہے یہ عجیب ٹیڑھی کھیر ہے ترک سنت حرام کس طرح ہو سکتا ہے بہر حال قرآن مجید کی کوئی آیت مطلوب ہے جو حرمت ریش تراشی پر دلالت کرتی ہو۔ تاکہ نزاع ختم ہو سکے۔

باسمہ سبحانہ

الجواب وباللہ التوفیق

﴿تمہید سدید﴾

ہمارے تعجب کی حد نہیں رہتی جب ہم دیکھتے ہیں کہ قریباً چودہ سو سال سے قرآن و عترت کی اتباع کے دعویدار اور (حسبنا کتاب اللہ) کہنے والوں کو غلط بتانے والے فرقہء حقہ سے وابستہ بعض غیر ذمہ دار اشخاص کی طرف سے یہ آواز گوش گذار ہوتی ہے کہ فلاں مسئلہ قرآن مجید کی کس سورۃ، کس آیت اور کس رکوع میں مرقوم ہے؟ یہ حضرات ہر مسئلہ پر یہی تقاضا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ گویا وہ اگر زبان مقال سے نہیں تو زبان حال سے ضرور یہ کہہ رہے ہیں۔

(حسبنا کتاب اللہ)

"کہ ہمیں تو بس قرآن کافی ہے" حقیقی مفسرین قرآن یعنی نبیؐ مختار اور ان کی آل اطہارؑ کے فرامین

واجب الیقین کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور یہی وہ منحوس آواز ہے جو آج سے تقریباً چودہ سو برس پہلے حضورؐ نبوی میں بلند ہوئی تھی۔ جس کا رونا دینی درد رکھنے والے اب تک رو رہے ہیں اور جب تک آواز کے برے نتائج باقی ہیں یہ رونا برابر جاری رہے گا۔

سچ یہ ہے کہ

؎ تھا جو نا خوب بتدریج وہی خوب ہوا کہ غلامی میں بدل جاتے ہیں قوموں کے ضمیر

حالانکہ ان بے خبروں کو خبر نہیں کہ خود اس مقولہ کے قائل اپنے اس قول پر قائم نہ رہ سکے۔ اور بہت جلد ان پر اس کی غلطی ظاہر ہو گئی تھی چنانچہ کتب سیر و تواریخ میں کم از کم بہتّر (72) ایسے مقامات ملتے ہیں کہ جب وہ مسائل مشکلہ اور قضایائے معضلہ سے دو چار ہوئے اور قرآن سے راہ صواب معلوم نہ کر سکے اور حلال مشکلات نے مشکل کشائی فرمائی، تو بے ساختہ کہہ اٹھے۔

1۔ لو لا علی علیہ السلام لھلک عمر ( ) اور بعض اوقات ان کی تمنائے قلب دعا بن کریوں کے ان کے لبوں پر آئی کہ

2۔ لا ابقانی اللہ لمعضلہ و لا ابا حسن علیہ السلام لھا (2)

خدا مجھے ایسے کسی مشکل مسئلہ کیلئے باقی نہ رکھے جس کے حل کرنے کیلئے جناب ابوالحسن علی علیہ السلام موجود نہ ہوں بلکہ اگر نظر غائر سے حقائق کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ (**حسبنا کتاب اللہ**) کہنے والوں کا بھی اس نظریہ پر اعتقاد نہ تھا۔ بلکہ یہ نظریہ صرف دفع الوقتی کی پیداوار ہے۔ ان لوگوں نے جب دیکھا کہ حدیث ان کے منشاء کے خلاف جائے گی۔ تو پیغمبرؐ

---

(1) شرح مواقف وتفسیر کشاف وغیرہ (2) ینابیع المودۃ وغیرہ

کے ارشاد (ایتونی بدوات و قرطاس اکتب لکم کتابا لن تضلو ابعدی) ( ) کے جواب میں **حسبنا کتاب اللہ** کہہ کر مطلب براری کر لی اور وفات پیغمبرؐ کے بعد جب بنت رسولؐ نے دعوائے فدک کیا اور قرآن کی آیات پیش کرکے اپنے موقف کو ثابت کیا اور ان حضرات نے دیکھا کہ قرآن ان کی منشاء کے خلاف جا رہا ہے۔ تو فوراً حدیث کا سہارا لے لیا اور وہ بھی من گھڑت کہ

(نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث الخ)

بہر حال یہ کس قدر شرم کا مقام ہے کہ آج تک اس مقولہ کے قائل کو کوسنے والے اور اس پر زبانِ اعتراض دراز کرنے والے حضرات عملی طور پر آج اسی مقولہ کے قائل بلکہ عامل نظر آتے ہیں

؎ ببین تفادت راہ کجاست تا بکجا

﴿ہدایہ فیہا کفایہ﴾

بہر حال اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جا سکتا (کیونکہ اسکا انکار کرنا خود قرآن بلکہ جملہ اسلام کا انکار کرنے کے مترادف ہے) کہ قرآن مجید تمام عالمین کیلئے دستور العمل کی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور تمام احکام کلیہ از قسم عبادات، معاملات، اور سیاسیات وغیرہ اس میں موجود ہیں بلکہ اس میں کائنات کی ہر خشک و تر کا علم موجود ہے۔ خود اس کا دعویٰ ہے کہ

---

(1) بخاری و مسلم وغیرہ

(وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ)( ) (تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ)(2) (وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ)(3)(مَّا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِن شَيْءٍ)(4)

لیکن قابل غور یہ امر ہے کہ کیا ہر کہ دمہ اور ہر کس و ناکس اس معجزہ خالدہ سے اپنی ضروریات کا استنباط کر سکتا ہے؟ اور اپنی دینی و دنیوی مشکلات کا حل قرآن مجید سے تلاش کر سکتا ہے؟ مجھے یقین ہے کہ ہر ناظر بصیر اس کا جواب نفی میں دے گا۔ ابن عباس کا مشہور قول ہے کہ (کل شئی فی القرآن و لکن لا تبلغه عقول الرجال) ہر شے قرآن میں مذکور ہے لیکن اس تک لوگوں کی عقلوں کی رسائی نہیں ہو سکتی۔ اگر ایسا ہوتا کہ ہر شخص مطالب و مقاصد قرآنیہ کو خود سمجھ سکتا تو خلاق عالم کو اس کے ساتھ رسولؐ بھیجنے اور یہ فرمانے کی ضرورت نہ رہتی (و انزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیهم) کہ ”اے رسولؐ ہم نے یہ قرآن تمہاری طرف اس لئے نازل کیا کہ تم لوگوں کیلئے بیان کرو“ کہ خدا کی منشاء کیا ہے حالانکہ آنحضرتؐ کا سب سے بڑا فرض منصبی یہی قرآن کے حقائق و معارف کی تعلیم تھی۔ (وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ) (سورۃ الجمعہ آیت 2) نیز اگر زمانہ نبویؐ میں ہر شخص میں یہ قابلیت پیدا ہو گئی تھی کہ خود معنی قرآن سمجھ سکے تو پھر پیغمبرؐ اسلام کو کیا ضرورت تھی کہ قرآن و اہلبیتؑ کو توام کرکے بار بار یہ فرمائیں (انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اهل بیتی ما ان تمسکتم بهما لن تضلوا ابعدی) (متواتر و متفق علیہ) ”میں تم میں دو گرانقدر و نفیس چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ قرآن اور عترت اہلبیتؑ۔ جب تک تم ان ہر دو

---

(1) الانعام (59)۔ (2) النحل (89)۔ (3) النمل (75) (4) الانعام (38)

کے دامن سے متمسک رہو گے تو ہر گز گمراہ نہ ہو گے۔''

پس ان اجمالی حقائق کی روشنی میں ماننا پڑے گا کہ قرآن مجید کے صحیح مطالب و معانی یا وہ ذات قدسی سمجھ سکتی ہے جس پر قرآن مجید نازل ہوا ہے اور وہ جناب رسالتمآبؐ ہیں (نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ) (2) یا وہ ذوات قدسیہ اس کے حقیقی مطالب و مقاصد سے واقف ہیں جن کو خداوند عالم نے اپنی کتاب مقدس کی وراثت علمی عطا فرمائی ہے۔

(ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا) (3) اور وہ آئمہ اطہارؑ از نسل سلالۃ الانبیاء الابرار ہیں۔ (4) وہ علم و فضل کے جس درجہ پر بھی ہوں خداوند عالم کی طرف سے انکی ڈگری یہی ہے کہ (وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا) (سورۃ الاسراء آیت 85)

لہٰذا وہ اس کے حقیقی رموز و نکات اور حقائق و دقائق سے آگاہی حاصل نہیں کر سکتے ۔ (الا من شرب کا سا من المنهل الروی وهم اهل بیت النبی علی قدر ظرفه و شرفه) (الحدیث)

﴿ازالہ وھم﴾

اس مقام پر آیت مبارکہ (وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ) (5) ''ہم ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کیلئے آسان کر دیا ہے آیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا'' تمسک کرنا بے جا ہے کیونکہ قرآن یقیناً آسان ہے مگر جبکہ بیان کرنے والی زبان وحی ترجمان پیغمبرؐ اسلام کی ہو جیسا کہ رب العزت کا فرمان ہے (فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ

---

(2) الشعراء 193۔ (3) فاطر 32۔ (4) ینابیع المودۃ وفرائد السمطین۔ (5) القمر 40۔

يَتَذَكَّرُونَ) (الدخان آیت 58)

﴿التخجیل لارباب القال والقیل﴾

یہ حضرات جو ہر بات پر قرآن شریف سے حوالہ طلب کرتے ہیں خود ان کی علمی حالت یہ ہے کہ معمولی جزئیات تو بجائے خود وہ بڑے بڑے مسائل بھی قرآن سے ثابت نہیں کر سکتے اگر شک ہے تو ذرا قرآن کی روشنی میں بتائیں کہ نماز صبح کی کتنی رکعتیں ہوتی ہیں اور دیگر نمازوں کی کس قدر اور زکوۃ کس کس چیز سے دینی چاہیئے اور کس قدر ؟ وغیرہ وغیرہ ان امور کو بھی چھوڑیے وہ تسلیم کرتے ہیں کہ بلی اور چوھا اور کوّا حرام ھیں وہ تکلیف فرما کر کسی آیت کی نشان دہی کر سکتے ہیں جس میں ان اشیاء کا حرمت میں تذکرہ ہو؟ اچھا بلی اور چوہے اور کوّے کو بھی جانے دیجیئے کتے کو لے لیجئے۔ اس کی حرمت و نجاست تو لا کلام ہے۔ لیکن کیا یہ لوگ کوئی آیت صریحہ اسکی حرمت پر پیش کر سکتے ہیں ؟

یہاں یہ جواب دیا جاتا ہے کہ قرآن مجید میں تو احکام کلیہ کا ذکر ہے۔ جزئیات احادیث معصومین علیہم السلام سے معلوم ہوتی ہیں۔ بالکل درست ہے ہمیں اس جواب سے سو فیصد اتفاق ہے اور ہم ان حضرات سے یہی کہلوانا اور منوانا چاہتے ہیں۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ کتاب خدا احکام کلیہ پر مشتمل ہے ان کے جزئیات احادیث معصومین علیہم السلام میں موجود ہیں۔ لہٰذا جہاں قرآن صرف اس قدر کہہ کر خاموش ہو جاتا ہے کہ (وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ) (1) ”خدا نے طیبات کو ان کیلئے حلال اور خبائث کو حرام قرار دیا ہے“ بظاہر تو یہ دو جملے ہیں لیکن در حقیقت کوزے میں دریا بند کر دیا گیا ہے اور یہی

---

(1) الاعراف 157۔

فصاحت و بلاغت قرآن مجید کا خاص معجزہ ہے اب طیبات و خبائث کی طولانی فہرستیں احادیث شریفہ میں دیکھیں اور قرآن مجید کے معجزہ ہونے کی تصدیق کریں۔ اسی طرح ایک جگہ خلاق عالم ارشاد فرماتا ہے (قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ) (الاعراف آیت 33) ''اے رسولؐ کہہ دو کہ میرے رب نے ظاہری و باطنی سب فواحشات کو حرام کر دیا ہے''اس ایک جملے میں ہزاروں گناہانِ صغیرہ و کبیرہ کو سمو دیا ہے۔ (تفصیل احادیث شریفہ میں دیکھیں)۔

پس حرمت ریش تراشی کو بھی انہیں میں سے ایک سمجھو۔ جب بکثرت احادیث معصومینؑ اس کی حرمت پر موجود ہیں۔ سیرت متشرعین موجود ہے ڈاکٹروں کے اقوال موجود ہیں۔ اجماع اہل اسلام بلکہ جمیع اہل ایمان موجود ہے تو کیا ان امور سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ ریش تراشی بھی انہی فواحش میں سے ہے جو حرام ہیں۔

آپ سے جن اہل علم نے بیان کیا ہے کہ ڈاڑھی رکھنا سنت اور منڈوانا حرام ہے اگر وہ اہل علم ہیں تو پھر غالباً آپ کو سوئے تفہم ہوا ہے ورنہ کوئی اہل علم ایسی بودہ بات نہیں کہہ سکتا ہاں یہ اور بات ہے کہ جس کو آپ اپنے خیال میں اہل علم سمجھتے ہیں وہ اہل علم کی صف سے ہی خارج ہو۔ بہر حال اس قدر ڈاڑھی رکھنا کہ منڈی ہوئی معلوم نہ ہو واجب ہے اور اسی کا ترک حرام ہے (ہاں قبضہ بھر سنت ہے۔ اس سے زائد مکروہ یا بقولے حرام ہے) **ولیس ھھنا محل تفصیل الکلام**

ایضاً ان معترضین کے اعتراض کی نوعیت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ احکام شرعیہ کے اثبات کا ماخذ و مدرک صرف قرآن مجید ہی کو سمجھتے ہیں حالانکہ احکام شرعیہ کے طرق عند

المحدثین دو ہیں یعنی کتاب و سنّت اور عند الاصولیین چار ہیں یعنی کتاب، سنّت، عقل، اجماع (و لیس هذا موضع تحقیق ماهو الحق عندنا)

دو یا چار طرق احکام خمسہ (وجوب، حرمت، استحباب و کراہت) کے اثبات پر قائم ہو جائیں تو ''نور علیٰ نور''۔ ورنہ ان طرق میں فقط کسی ایک طریقہ سے بھی شرعی حکم ثابت ہو سکتا ہے۔ لیکن ہمارے زیر بحث مسئلہ پر تو بحمدہ تعالیٰ ادلہ ء اربعہ قائم ہیں جن کا ایک شمہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں (وبیده ازمة التحقیق)

﴿حرمت ریش تراشی قرآن کریم کی روشنی میں﴾

جن حضرات نے اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے ان میں سے اکثر و بیشتر نے اس مسئلہ میں بہت سی آیات کریمہ سے تمسک و استشہاد کیا ہے۔ لیکن چونکہ ان آیات میں اکثر و بیشتر کی دلالت اس احقر کے نزدیک مخدوش ہے۔ لہٰذا ان سب سے پہلو تہی کرتے ہوئے فقط ایک آیت مبارکہ پیش کی جاتی ہے جو فی الجملہ قابل احتجاج و استناد ہے اور وہ یہ کہ (ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا) ( ) ''ترجمہ: (اے نبیؐ) پھر ہم نے تمہاری طرف وحی کی کہ ملت ابراہیمی کی اتباع کرو (اور ابراہیمؑ) باطل سے کترانے والے تھے''۔ اس آیت مبارکہ میں بصیغہ امر (اتبع) سنت ابراہیمیؑ کے اتباع کو لازم و واجب قرار دیا گیا ہے اور دوسرے مقام پر اس ملت سے اعراض و روگردانی کرنے والوں کو صفیہ و بے وقوف قرار دیا گیا ہے۔ (وَمَن يَرْغَبُ عَن مِّلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَن سَفِهَ نَفْسَهُ) (2) پس یہ آیت مبارکہ اس امر پر روشن دلیل ہے کہ جب تک ملت ابراہیمیہ کے کسی حکم پر بالخصوص قلم نسخ نہ پھیری

---

(۱) النحل 123۔ (2) البقرہ 130۔

جائے۔ یا اس کے حکم کے استحباب پر دلیل قطعی قائم نہ ہو جائے۔ اس وقت تک وہ واجب الاتباع ہے اب احادیث اہلبیتؑ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ من جملہ ان اشیاء کے جن میں امت مرحومہ کو ملت ابراہیمیہ کے اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔ ایک ڈاڑھی کا رکھنا بھی ہے۔ جب کہ وہ کل دس چیزیں ہیں جن میں سے بعض کا تعلق جسم کے اوپر والے حصہ سے ہے جیسے لحیہ (ڈاڑھی) وغیرہ اور بعض کا تعلق جسم کے انچلے حصہ سے ہے (جنکا نام حنیفیہ ہے) ( )
پس چونکہ اس کے نسخ یا استحباب پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ لہٰذا بقرینہ امر (**اتبع**) ڈاڑھی رکھنا واجب اور منڈوانا حرام ہوگا۔ **وھو المقصود**

اگر در خانہ کس است یک حرف بس است

(قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ) (الممتحنہ آیت 4)

حرمت ریش تراشی احادیث معصومین علیہ السلام کی روشنی میں

اس زیر بحث مسئلہ بلکہ عموماً تمام مسائل و احکام کے اثبات میں ہمارے پاس ایک طریقہ سرکار محمدؐ و آلؑ محمدؐ علیہم السلام کی مستند احادیث ہیں کیونکہ اوپر ثابت کیا جا چکا ہے کہ قرآن مجید کا سمجھنا ہمارے عقول و افہام سے بالاتر ہے اس لئے کہ یہ پیغمبرؐ اسلام اور ان کے حقیقی خلفاء علیہم السلام کا کام ہے کہ وہ قرآن مجید کے مطالب و معانی کو بیان کریں اور عامۃ الناس کو تعلیمات قرآنیہ سے روشناس کرائیں لہٰذا ان کے ارشادات قرآن مجید ہی کی تفسیر و تشریح کی حیثیت رکھتے ہیں۔ (**ان علینا قرانہ ثم ان علینا بیانہ**)

---

(۱) نور الثقلین و خصال شیخ صدوقؒ

ے گفتۂ او گفتۂ اللہ بود گر چہ از حلقوم عبد اللہ بود

﴿ایضاح المرام لاولی الافہام﴾

قبل اس کے کہ اصل موضوع پر احادیث پیش کی جائیں۔ یہ امر واضح کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کسی امر کا وجوب ثابت کرنے کیلئے عموماً چار طریقے ہوتے ہیں۔

1۔ بصیغۂ امر اس کا وارد ہونا اور قرینہ استحباب کا مفقود ہونا۔

2۔اس کے ترک پر مذمت وارد ہونا خصوصاً جب کہ مذمت لعنت کی صورت میں ہو۔

3۔اس کے تارک کو کفار و مشرکین کے ساتھ تشبیہ دیا جانا۔

4۔اس کے تارک پر عذاب الٰہی کا نازل ہونا۔

ان چہارگانہ طرق میں سے اگر کوئی طریقہ بھی کسی چیز کے وجوب و حرمت پر قائم ہو جائے تو اس کے وجوب یا حرمت کے ثبوت کیلئے کافی ہوتا ہے۔ چہ جائیکہ جب یہ طرق اربعہ جمع ہو جائیں ہمارے زیر بحث مسئلہ میں وجوب ریش گزاری پر یہ چاروں طریقے استعمال کئے گئے ہیں وھی ھذہ

﴿وجوب ریش گذاری یا حرمت ریش تراشی بطریق اربعہ﴾

طریق اول امر بریش گذاری

فریقین کی کتب معتبرہ میں یہ حدیث مذکور ہے اور حد استفاضہ تک پہنچی ہوئی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ (حفوا الشوارب و اعفوا اللحی) (1) "یعنی مونچھیں کٹواؤ اور ڈاڑھی بڑھاؤ"

---

(1) من لایحضرہ الفقیہ ووسائل الشیعہ وغیرہ

﴿تقریب الاستدلال﴾

اپنے مقام پر یہ امر پایہ ثبوت تک پہنچ چکا ہے۔ کہ صیغہ امر وجوب میں حقیقت ہے یعنی جب کوئی آقا و سردار اپنے ماتحت کو بصیغہ امر کسی کام کا حکم دے اور استحباب کا کوئی قرینہ موجود نہ ہو تو اس کام کا بجالانا واجب ہوتا ہے۔ بناء بریں چونکہ یہاں ڈاڑھی کے متعلق صیغہ امر (**واعفوا**) موجود ہے اور قرینہ استحباب مفقود ہے لہٰذا ڈاڑھی کا رکھنا واجب ہے۔

﴿ایک ایراد کا جواب﴾

اگر اس مقام پر اعتراض کیا جائے کہ جس طرح یہاں ڈاڑھی رکھنے کا امر ہے اسی طرح مونچھیں کٹوانے کا بھی امر (**حفوا**) موجود ہے لہٰذا اگر ڈاڑھی رکھوانا واجب ہے تو مونچھیں کٹوانا بھی واجب ہوگا۔ حالانکہ بالاتفاق مونچھیں کٹوانا سنّت ہے اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ ہم نے یہ کہا ہے کہ صیغہ امر اس وقت وجوب پر دلالت کرتا ہے جبکہ استحباب کا کوئی قرینہ موجود نہ ہو۔ لہٰذا اگر مونچھیں کٹوانے کے استحباب پر کوئی قرینہ نہ ہوتا تو یقیناً اس حدیث کی روشنی میں کٹوانے کا وجوب ہی ثابت ہوتا۔ لیکن چونکہ بموجب (**الاحادیث یفسر بعضھا بعضا**) دیگر احادیث میں اس عمل کے سنّت ہونے کی تصریح موجود ہے۔ اس لئے اس حدیث کے اس ظہور سے دستبردار ہونا پڑے گا۔ چنانچہ حضرت صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا (اخذ الشارب من السنة) (1) "یعنی مونچھیں کٹوانا سنت ہے"

﴿ازالہ شبہ﴾

ایک ہی آیت یا حدیث میں بعض اوامر کا وجوب اور بعض کا استحباب میں استعمال

---

(1) کتاب محاسن برقی

ہونا کوئی اچنبھے کی بات نہیں کہ جس کی کوئی نظیر موجود نہ ہو، بلکہ اس کے بکثرت نظائر واشباہ موجود ہیں ۔ بطور نمونہ صرف ایک آیت پیش کی جاتی ہے ارشاد رب العباد ہے (وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ) ( ) ترجمہ: ’’نماز قائم کرو زکوۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو‘‘۔ (یعنی نماز باجماعت پڑھو) اقامۃ صلوۃاور ادا زکوۃ والاامر وجوبی ہے مگر نماز باجماعت کے متعلق جو امر ہے وہ استحبابی ہے۔ **کمالا یخفی۔**

دوسری روایت جس میں ریش گذاری کے متعلق امر وارد ہے وہ روایت ہے جسے سرکار محدث نوری علیہ الرحمہ نے اپنی مایہ ناز تالیف مستدرک الوسائل میں فریقین کی کتب معتبرہ سے نقل کیا ہے اس کا مضمون یہ ہے کہ جب سرور کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ نے اعلان نبوت کے بعد مختلف بادشاہوں کو تبلیغ کے دعوت نامے ارسال فرمائے۔ تو من جملہ ان کے ایک دعوت نامہ کسریٰ (بادشاہ ایران) کو بھی ارسال فرمایا۔ کسریٰ نے اپنے گورنر یمن کو لکھا کہ وہ اپنے دو معتمد علیہ آدمی کچھ تحف وہدایاکے ساتھ مدینہ میں آنحضرت ﷺ کے معاملہ کی جانچ پڑتال کرنے کیلئے بھیجے۔ چنانچہ گورنر یمن نے حسبِ الحکم دو قابل وثوق آدمی آپؐ کی خدمت میں کچھ تحف و ہدایا دیکر بھیجے۔ جب آنحضرت ﷺ کی خدمت فیض و درجت میں پہنچے۔ تو ان کی ظاہری حالت یہ تھی۔ **(قد حلقا لحیا ھما و اعفیا شوار بھما)** کہ ڈاڑھیاں منڈی ہوئی اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں جب سرکار ختمی مرتبت ﷺ نے ان کی وضع دیکھی تو **(کرہ النظر الیھما وقال ویلکما من امر کما بھذا)** آپؐ نے ان کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کیا اور فرمایا تمہارے لئے افسوس ہے تمہیں یہ حالت بنانیکا کس نے حکم دیا ہے؟ **(قالا امرنا**

---

(1) البقرہ43۔

بھذا ربنا یعنیان) دونوں نے یک زبان ہو کر کہا ہمارے بادشاہ یعنی کسریٰ نے ہمیں یہ حکم دیا ہے۔ **(فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه واله سلم ولکن ربی امرنی باعفاءلحیتی و قص شاربی)** یہ سن کر آپؐ نے فرمایا۔ لیکن میرے بادشاہ حقیقی نے تو مجھے ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹوانے کا حکم دیا ہے۔

﴿تقریب الاستدلال﴾

یہ حدیث شریف ہمارے مدعا پر جس صراحت و وضاحت کے ساتھ دلالت کرتی ہے۔ وہ ارباب بصیرت پر مخفی و مستور نہیں ہے۔ اس اجمال کی بقدر ضرورت تفصیل یہ ہے کہ صیغہ امر میں قدرے اختلاف ہے کہ وہ وجوب کیلئے ہے یا استحباب وغیرہ کیلئے اگرچہ علمائے محققین کے نزدیک اس کا وجوب میں حقیقت ہونا مسلّم ہے لیکن لفظ امر کے وجوب میں حقیقت ہونے پر تو تقریباً سب علمائے اعلام کا اتفاق ہےاوراس حدیث میں مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس امر کی خبر دی ہے کہ خداوند عالم نے انہیں ریش گذاری کا امر (حکم) دیا ہے۔

بنابریں اس کا وجوب بلا اشکال و بے غبار ہو جاتا ہے آنحضرتؐ کی اس فرمائش سے ثابت ہوتا ہے کہ ریش گذاری کا پروردگار عالم نے حکم ضرور دیا ہے لہٰذا اس سے ان حضرات کے زعم باطل کی بھی رد ہو جاتی ہے جو بوجہ جہالت ورود حکم کے منکر ہیں۔

﴿عاروشنار﴾

اس روایت شریفہ میں ریش تراش حضرات کیلئے لمحہ فکریہ موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ جب کسریٰ کے فرستادہ آدمی آپؐ کی خدمت میں پہنچے تو باوجودیکہ وہ مہمان کی حیثیت رکھتے

تھے اور مہمان کا اکرام و احترام لازم و محتتم ہے لیکن خلق عظیم کے مالک پیغمبر اسلام ﷺ نے دیگر لوازم احترام تو بجائے خود ان کی طرف نظر کرنا بھی روانہ رکھی۔ جب اخلاق خداوندی کے نمونہ کا یہ عالم ہے تو بعد ازیں وہ حضرات جو تازہ ڈاڑھی منڈوا کر (اقامۂ نماز، حج وغیرہ کیلئے) بارگاہ معبود میں حاضر ہوتے ہیں یا وہ حضرات جو اپنے آئمہ ہدیٰؑ کی زیارت کے قصد سے مشاھد مقدسہ میں حاضر ہوتے ہیں کیا وہ توقع رکھ سکتے ہیں کہ خداوند عالم ان کے حال خسران مال پر نظر رحمت فرمائے گا؟ یا آئمہ طاہرینؑ ان کی غیر شرعی وضع کے باوجود ان پر نظر لطف و کرم فرمائیں گے۔؟ حاشا وکلا حالانکہ یہی دنیا کے لوگ معمولی حکام و سلاطین کے سامنے ان کی منشاء کے خلاف وضع بنا کر جانے کی جرات نہیں کرتے۔ مگر احکم الحاکمین، سلطان السلاطین اور حضرت آئمہ طاہرینؑ کی بارگاہ عالی دستگاہ میں خلاف شرع وضع بنا کر حاضر ہونے میں ذرہ برابر شرم وحیا محسوس نہیں کرتے بہر حال ان حضرات کو اپنی حالت کا جائزہ لے کر فوراً اُس کی اصلاح کرنا چاہیئے۔ ورنہ یاد رکھیں کہ اس حالت میں وہ خدا کے قہر و غضب کو دعوت دے رہے ہیں۔ وہ کس منہ سے حرم اقدس میں کھڑے ہو کر یہ کہتے ہیں (**یا مولای جئتک زائرا مطیعا لا مرک و تارکاً للخلاف لک**) ترجمہ: ''اے میرے آقا میں آپ کا زائر آپ کے حکم کا تابع اور مخالفت کا تارک ہوں'' کیا اس حالت میں بارگاہ معصومؑ میں یہ کذب صریح کا ارتکاب نہیں؟ ''**العیاذ باللہ**''

﴿طریق دوم﴾

سابقاً بیان ہو چکا ہے کہ اگر کسی فعل کے تارک کو کفار و مشرکین کے ساتھ تشبیہ دی جائے تو یہ اس عمل کے وجوب کی دلیل ہوتی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں نماز کے متعلق

وارد ہے کہ (وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ) ( ) ترجمہ: ''نماز قائم کرو اور (ترک کرکے)مشرک نہ بنو'' پیغمبر اسلام ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''من تشبه بقوم فهو منهم'' ترجمہ: ''جو کسی قوم کیساتھ مشابہت اختیار کرتا ہے وہ اسی قوم سے شمار ہوتا ہے''۔

ہمارے مسئلہ زیر بحث کے متعلق مخبرین صادقین علیہم السلام کے کئی فرامین موجود ہیں جن میں ڈاڑھی نہ رکھنے والوں کو کفار کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ بطور نمونہ ایک دو روایات پیش کی جاتی ہے۔

1۔آپ ﷺ سے مروی ہے کہ فرمایا (ان المجوس جزوا الحاهم ووفروا اشواربهم وانا نحن نجز الشوارب و نعفي اللحى و هي الفطرة) (2) ''ترجمہ: مجوسی لوگ اپنی ڈاڑھیاں منڈواتے اور مونچھیں بڑھاتے ہیں اور ہم مونچھوں کو کٹواتے اور ڈاڑھیوں کو بڑھاتے ہیں اور یہی فطرت ہے''

2۔جناب صادق آلِ محمدؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے اپنے جد امجد ﷺ کی یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔ (حفوا الشوارب و اعفوا اللحى ولا تشبهوا بالمجوس) (3) ترجمہ: ''مونچھیں کٹواؤ اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور (اس کے برخلاف کرکے)اپنے آپ کو مجوسیوں کے ساتھ مشابہ نہ کرو''۔پس ان حقائق کی روشنی میں واضح ہوا۔ کہ ریش تراشی حرام اور ریش گذاری واجب ہے۔(وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ)(ھود آیت 113)ترجمہ: ''ظالموں کی طرف میلان نہ کرو ورنہ تمہیں آتش جہنم مس

---

(1)الروم 31۔(2)مستدرک الوسائل ج 1 باب عدم جواز حلق الحیہ (3)وسائل الشیعہ (بحوالہ معانی الاخبار)

کرے گی"۔

﴿طریق سوم﴾

سابقاً بیان ہو چکا ہے کہ کسی فعل کے ترک پر وعید تہدید کا وارد ہونا اس فعل کے واجب ہونے کی دلیل ہوتی ہے اس لحاظ سے بھی حرمت ریش تراشی اور وجوب ریش گذاری ثابت ہے۔

1۔بسند معتبر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا (**حلق اللحیۃ من المثلۃ ومن مثل فعلیہ لعنۃ اللہ**) (1) ترجمہ: "ڈاڑھی (نہ رکھوانا بلکہ منڈوانا مثلہ ہے اور جو مثلہ کرے اس پر خدا کی لعنت) "ظاہر ہے کہ مثلہ میت کے ناک وکان وغیرہ اعضاء کے قطع کرنے کو کہتے ہیں اور یہ امر شریعت اسلامیہ میں حرام ہے۔

حضرت امیر علیہ السلام کا نہج البلاغۃ میں یہ ارشاد ہے کہ (**نھی النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم عن المثلہ۔ ولو بالکلب العقود**) "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مثلہ سے منع فرمایا ہے اگر چہ کاٹنے والے کتے کا ہی کیوں نہ ہو"۔

پس جناب صادق آلؑ محمدؐ کا ریش تراشی کو مثلہ قرار دینا اور اس کے مرتکب کا لعنت خداوندی میں گرفتار ہونا ڈاڑھی رکھنے کے وجوب اور اس کے منڈوانے کی حرمت کی قطعی دلیل ہے۔

2۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا گیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ (**لیس منا سلق الا خرق ولا حلق**) حاشیہ غوالی پر لکھا ہے کہ حلق سے مراد یہاں ڈاڑھی کا منڈوانا ہے اور اس فعل کے فاعل کو

---

(1) مستدرک الوسائل ج1 ص59 بحوالہ جعفریات

آنحضرت ﷺ اپنی امت سے بھی خارج کر رہے ہیں۔ فرمایئے جس فعل کے ارتکاب سے انسان مذہب حق سے خارج ہو جائے بھلا اس فعل کے حرام ہونے میں کوئی شبہ باقی رہ جاتا ہے۔

طریق چہارم

اوپر ذکر کیا جا چکا ہے کہ کسی فعل کی وجہ سے کسی شخص یا قوم پر عذاب الٰہی کا نازل ہونا اس فعل کے حرام ہونے کی بین دلیل ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے بھی ریش تراشی کی حرمت اور ریش گذاری کا وجوب ثابت ہے۔ کیونکہ ریش تراشی کی وجہ سے کئی قومیں مسخ ہو چکی ہیں۔ چنانچہ اصول کافی ج 1 صفحہ 193 طبع ایران میں حضرت ثقۃ الاسلام کُلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حبابیہ والبیہ سے نقل فرماتے ہیں وہ بیان کرتی ہیں کہ ایک دن میں نے آنجناب امیر المؤمنین علیہ السلام کو شرطۃ الخمیس (انکی مخصوص پولیس) کے ہمراہ دیکھا جبکہ جنابؑ کے دست حق پرست میں ایک دوسرا درہ تھا۔ جس سے وہ جری اور مار ماہی اور زمار (یہ سب بے چھلکا مچھلی کی مختلف قسمیں ہیں جو حرام ہیں) مچھلیوں کے بیچنے والوں کو مارتے ہوئے فرما رہے تھے (**یا بیاعی مسوخ بنی اسرائیل و جند بنی مروان**) ترجمہ: ''اے بنی اسرائیل اور لشکر بنی مروان کے مسخ شدہ کے بیچنے والو!'' یہ سن کر جناب فراب ابن احنف نے عرض کیا۔ یا امیر المؤمنین لشکر بنی مروان کون تھے؟ فرمایا (**اقوام حلقوا اللحی و فتلوا الشوارب فسخوا**) ترجمہ: ''یہ چند گروہ تھے جو ڈاڑھیاں منڈواتے تھے اور مونچھوں کو تاؤ دیتے تھے۔ اسلئے وہ ان (مچھلیوں کی صورت) میں مسخ ہوگئے'' اور یہی امر ان مچھلیوں کی حرمت کا موجب ہے (کذافی الوسائل جلد 1) جناب محدث نوری اعلیٰ اللہ مقامہٗ نے مستدرک الوسائل

میں جامع صغیر کے حوالہ سے پیغمبر السلام ﷺ کا ایک ارشاد نقل کیا ہے۔ ''کہ قوم لوط جن دس بری عادتوں کی وجہ سے ھلاک و برباد ہوئی۔ ان میں ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہ ڈاڑھیاں منڈواتے تھے اور مونچھیں بڑھاتے تھے۔''

﴿تقریب الاستدلال﴾

انصاف شرط ہے ذرا اربابِ نظر غور فرمائیں کہ جس فعل شنیع کی وجہ سے کئی قومیں مسخ ہو گئی ہیں۔ بھلا اس فعل بد کی حرمت مغلظہ میں بھی کسی قسم کا کوئی شک و شبہ باقی رہ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فخر الفقہاء رئیس العلماء و المحدثین عالم ربانی حضرت شیخ یوسف بحرانی اپنی مایہ صد ناز تصنیف حدائق ناضرہ ج 1 صفحہ 547 میں حرمت ریش تراشی کے سلسلہ میں اسی حدیث شریف پر اکتفا کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ (**فانہ لا یقع الا علی ارتکاب امر محرم بالغ فی التحریم**) ''یعنی مسخ واقع نہیں ہوتا۔ مگر ایسے امر حرام کے ارتکاب پر جو حد درجہ حرام ہو''

﴿ازالہ شبہ﴾

یہاں اگر یہ شبہ عائد کیا جائے کہ یہ پہلی شریعتوں کا واقعہ ہے لہٰذا ہو سکتا ہے کہ شریعت موسوی میں یہ فعل حرام ہو۔ لیکن ہماری شریعت تو چونکہ تمام شرائع سابقہ کی ناسخ ہے۔ اس لئے اس نے یہ حکم منسوخ کر دیا ہو۔ اسی شبہ کا جواب یہ ہے کہ اپنے مقام پر یہ امر محقق و مبرہن ہو چکا ہے۔ کہ جب تک سابقہ شریعت کے احکام پر بالخصوص قلم نسخ نہ پھیرا جائے۔ اس وقت تک سابقہ شریعت کے احکام کو برقرار سمجھا جاتا ہے اور اس شریعت کی ناسخ ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس نے سابقہ تمام احکام کو ختم کر کے سب نئے اور جدید احکام

نافذ کئے ہیں۔ ایسی بے تکی بات تو بس وہی کہہ سکتا ہے جسے شریعت اسلامیہ کے قواعد و ضوابط کا ذرہ بھر علم نہ ہو۔

ورنہ ارباب بصیرت جانتے ہیں کہ اس شریعت مقدسہ میں سینکڑوں ایسے مسائل موجود ہیں جو سابقہ شرائع میں موجود تھے۔ لہٰذا اگر کوئی صاحب اس امر کے مدعی ہیں کہ ریش تراشی کی حرمت کا حکم منسوخ ہو گیا ہے تو انہیں پیش کرنا چاہئے اور وہ پیش نہ کر سکیں اور یقیناً نہیں کر سکتے تو پھر مجبوراًاس کو حکم کو برقرار ماننا پڑے گا۔ علاوہ بریں ہم اور بذیل آیۃ مبارکہ (ثُمَّ أَوۡحَيۡنَا إِلَيۡكَ أَنِ اتَّبِعۡ مِلَّةَ إِبۡرَاهِيمَ حَنِيفًا) یہ امر حدیث معصومینؑ سے ثابت کر آئے ہیں کہ ریش گذاری کا حکم ان احکام مستقرہ میں سے ہے جو کبھی منسوخ ہوئے ہیں نہ قیامت تک منسوخ ہوں گے۔

(حلال محمدؐ حلال الی یوم القیامت و حرامه حرام الی یوم القیامة)

حرمت ریش تراشی اجماع امت کی روشنی میں

ناظرین پر مخفی و محتجب نہیں ہے کہ ہم سابقہ اوراق میں قرآن واحادیث صادقینؑ سے حرمت ریش تراشی ثابت کر چکے ہیں۔ اب قرآن و سنّت سے ثابت ہو جانے کے بعد اگرچہ مزید کسی دلیل کے اقامہ کی ضرورت تو نہ تھی لیکن پھر بھی بعض مشککین حضرات (جو کہ قرآن واحادیث سے بڑھ کر لوگوں کے اقوال کو اہمیت دیتے ہیں یا ہر مسئلہ میں عقلی ثبوت طلب کرتے ہیں) کی تواضع طبع کیلئے اب ذیل میں ثابت کرتے ہیں۔ کہ حرمت ریش تراشی پر علمائے امت کا اجماع ہے (اگرچہ اجماع کی حجیت میں علمائے امامیہ کے درمیان اختلاف ہے اور حضرات محدثین اس کو حجت شرعیہ تسلیم نہیں کرتے) (ولتحقیق ماھو الحق مقام آخر) اور

اس پر عقلی ادلہ بھی قائم ہیں اب ہم ذیل میں اجماع و عقل کی روشنی میں اس موضوع پر کچھ تبصرہ کرتے ہیں ۔ (لیهلک من هلق عن بینة و لیحیی من حیی عن بینة و ان الله لسمیع علیم)

﴿اجماع علمائے شیعہ بر ایں مسئلہ﴾

چونکہ اجماع کی دو قسمیں ہیں۔ محصل و منقول۔

اول الذکر کے ذریعہ میں خود تتبع و تفحص کے ذریعہ اجماع کنندگان کے فتاویٰ کو حاصل کیا جاتا ہے اور ثانی الذکر میں کسی معتمد علیہ آدمی کے نقل فتاویٰ پر اعتماد و وثوق کر کے دعویٰ اجماع کیا جاتا ہے ہمارے لئے اگرچہ طریق اول بھی ممکن ہے۔اس ضمن میں سینکڑوں علمائے اعلام کے اصل فتاویٰ پیش کئے جاتے ہیں۔ جن میں سے چیدہ چیدہ ہم پیش کرتے ہیں ۔

1۔جناب علامہ میر باقر داماد علیہ الرحمۃ نے اپنے رسالہ شارع النجات میں حرمت ریش تراشی پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔

2۔ شیخ بہاؤالملۃ والدین حضرت علامہ شیخ بہائی علیہ الرحمۃ نے اپنے رسالہ اعتقادیہ میں ریش تراشی کو دیگر گناہان کبیرہ مثل جادو شطرنج وغیرہ سے شمار کیا ہے اور فرمایا ہے کہ کسی عالم نے اس کی حرمت میں خدشہ نہیں کیا۔

3۔ شیخ فتح اللہ المعروف الشیخ الشریعۃ اصفہانی نے اپنے رسالہ عملیہ میں لکھا ہے کہ یہ مسئلہ فقہائے کرام کے نزدیک متسالم علیھا ہے۔

حضرت علامہ محمد تقی مجلسی نے روضۃ المتقین (شرح من لایحضرہ الفقیہ میں) ان

کے فرزند ارجمند علامہ محمد باقر مجلسی نے حلیۃ المتقین میں، ابوالقاسم حلی نے معارج الاصول میں، جناب محدث شیخ باقر علی ہدایۃ الہدایۃ میں، شیخ جعفر نجفی نے کشف الغطاء میں، حضرت شیخ مرتضٰی شوستری احاج، ملا حسین، خلیل طبرانی، سرکار مرزا محمد حسن شیرازی اور اقا تہ سید محمد کاظم طباطبائی نے مجمع المسائل اور اس کے حواشی میں حر مت ریش تراشی کا فتویٰ د یا ہے۔ موجودہ علمائے اعلام و مجتہدین عظام اسکی حرمت پر متفق ہیں۔ ان کے اسمائے گرامی یہاں نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ موجودہ دور کے مرجع اکبر کا فتوی یہاں لکھا جا تا ہے۔ ان سے دریافت کیا جاتا ہے کہ (**احلق الحیۃ حرام مطلقا ام مکروہ او ابقاءھا سنۃ مو کدۃ کما ھو مشھور بین العامۃ من اھل السنۃ الجماعۃ**) ڈاڑھی رکھنا سنّت موکدہ ہے جیسا کہ اہل سنّت میں مشہور ہے اس کے جواب میں وہ رقمطراز ہیں ترجمہ: ''کیا ڈاڑھی منڈوانا بالکل حرام ہے یا صرف مکروہ ہے'' (**حلق اللحیۃ حرام و ابقاءما بمقدار ماسمی لحیتۃ لازم**)

( ) ترجمہ: ''ڈاڑھی کا منڈوانا حرام ہے اور اتنی مقدار کا رکھنا جسے ڈاڑھی نہ کہہ سکیں لازم ہے''

بہر حال ڈاڑھی رکھنے کے وجوب پر صرف علماء شیعہ ہی کا نہیں بلکہ تمام امت مسلمہ کے علماء کا اتفاق ہے جیسا کہ رسالہ کا ملہ مؤلفہ مفتی جمیل احمد صاحب کے صفحہ 6 پر لکھا ہے کہ (اس لئے ڈاڑھی رکھنا اور ایک مٹھی رکھنا باجماع امت واجب ہے)

بلکہ نظر غائر سے حقائق کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وجوب ریش گذاری پر تمام ملل و شرائع کا اتفاق ہے اور کسی مذہب و ملت میں ریش تراشی کی اجازت نہیں ہے جیسا کہ ہر مذہب و ملت کے علماء کرام کے عمل سے بھی یہ بات واضح و اشکار ہوتی ہے۔

---

(1) مستدرک الوسائل ج 1 ص 59 بحوالہ کتاب جعفریات

﴾حرمت ریش تراشی عقل سلیم کی روشنی میں﴿

یہ امر اپنے مقام پر مسلم اور مبرہن ہو چکا ہے کہ چونکہ شریعت مقدسہ خود خالق عقل و فطرت کی مقرر کردہ ہے اس لئے فطرت کے عین مطابق ہے۔ (**فطرت اللہ التی فطر الناس علیھا**) یہی وجہ ہے کہ اس کے تمام احکام و قوانین عقل سلیم کے بالکل موافق ہیں جوں جوں علوم و فنون میں ترقی ہو رہی ہے شریعت اسلامیہ کے احکام کے وہ اسرار و رموز معلوم ہو رہے ہیں کہ جنہیں دیکھ کر مفکرین عالم انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں ہاں یہ اور بات ہے کہ بعض احکام کے علل و مصالح ہمارے عقل ناقص میں نہ آسکیں تو اس سے ان احکام کے مبنی بر مصالح و حکم ہونے پر کوئی زد نہیں پڑتی جبکہ ہم شریعت کے اکثر و بیشتر احکام کا مبنی بر حکمت و مصلحت ہونا معلوم کر چکے ہیں ابھی تک علوم و عقول محتاج تکمیل ہیں جوں جوں عقول و فنون روبہ تکمیل و ترقی ہونگے توں توں معلوم شدہ احکام کے اسرار و رموز میں اضافہ ہوتا جائے گا اور مجہول المصلحت احکام کے علل و اسرار معلوم ہوتے جائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ آجکل سائنس کی ترقی سے بہت سے ایسے احکام کے اسرار و رموز معلوم ہو چکے ہیں جو اس سے پیشتر مجہول تھے۔ (**للتفصیل مقام آخر**) فرض کرو ہمیں ڈاڑھی رکھنے کی کسی بھی مصلحت کا علم نہ ہو تو کیا ایک مسلمان کیلئے یہی امر کافی نہیں کہ یہ حکیم علی الاطلاق کا حکم ہے اور اس کا کوئی حکم مصلحت سے خالی نہیں ہوتا غور کرو ابتدا میں لڑکا لڑکی بظاہر بالکل ہم شکل ہوتے ہیں لیکن بلوغ کے وقت لڑکے کے چہرہ پر ڈاڑھی نمودار ہو جاتی ہے اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ تبدیلی قدرت کیطرف سے کسی حکمت کے تحت ہے یا عبث ہے؟ آیا کوئی مسلمان قدرت کاملہ کے فعل کو عبث و بے فائدہ کہہ سکتا ہے؟ حاشا وکلا تو ماننا پڑے گا کہ اسمیں دیگر مصالح و حکم کے

علاوہ جو مصلحت بادی ء النظر میں سمجھ آتی ہے وہ یہ ہے کہ مردانہ صورت زنانہ شکل سے ممتاز رہے۔ یہاں یہ کہنا کہ یہ امتیاز صرف مونچھیں رکھوانے سے بھی حاصل ہو سکتا ہے اس سے اصل سوال اپنی جگہ باقی رہتا ہے کہ اگر صرف مونچھوں سے یہ مطلب حاصل ہو سکتا ہے تو پھر خدا نے مرد کی صرف مونچھیں ہی کیوں پیدا کرنے پر اکتفا نہیں کیا یہ ڈاڑھی کیوں اگائی ہے جو ماننا پڑے گا کہ یہ سب وساوس شیطانیہ ہیں ڈاڑھی کیوں منڈانا خدا کا مقابلہ کرنے کے مترادف ہے مگر اب صورت حال کچھ ایسی ہے کے بقول شاعر ہے

؎ عورت کے کٹے بال منڈی مرد کی مونچھیں ان سے ذرا پوچھیے مادہ ہو کہ نر

حالانکہ شرعی نقطہ نظر سے مرد کی تشبیہ عورت کے ساتھ اور عورت کی تشبیہ مرد کے ساتھ حرام ہے۔ (**لعن اللہ مشتبھین من الرجال بالنساء و من النساء بالرجال**)

بہر حال حرمت ریش تراشی کے مضرات اور ریش گذاری کے فوائد ایسے نہیں ہیں کہ ہماری عقل یکسر ان کے معلوم کرنے سے قاصر ہو، بلکہ علوم جدیدہ سے اسکے رکھنے کے فوائد اور منڈوانے کے مضار کافی الجملہ علم ہو چکا ہے۔ بطور نمونہ چند ڈاکٹروں کی تحقیق انیق ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے۔

1۔ تاریخ امریکہ میں سجعان رومانی کہتا ہے جس کا ماحصل ہے کہ عام لوگ ریش تراشی کو پسند کرتے ہیں۔ حالانکہ ڈاڑھی کا رکھنا منڈوانے سے بہتر ہے اس لئے کہ مشہور فنکور جرج کہتے ہیں کہ ڈاڑھی کے فوائد بہت ہیں۔ منجملہ انکے یہ ہے کہ یہ منہ کو محفوظ رکھتی ہے اور رطوبات کو روکتی ہے دانتوں اور غدود لعابیہ کو اچھا رکھتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

2۔ رسالہ (المتتبس طبع دمشق جلد ششم ص144) میں ثابت کیا گیا ہے کہ ریش تراشوں کے

استرے ناقل امراض ہوتے ہیں اور اکثر صحیح و تندرست انسانوں کے چہرے تک امراض سرائیت کر جاتے ہیں ۔(و قال سجعان و غیرہ انھم حلقوا مرۃ لحی جمیع مسخدمی المک الحدیدیۃ فی ایام الشتاء فحصل لا کثرھم و جع و نخر فی الاضراس و الاسنان و روم فی الغدو اللعابیۃ) ڈاکٹر سجعان اور جرج وغیرہ کا قول (بلکہ) تجربہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ موسم سرما میں ریلوے ملازمین کی ڈاڑھیا مونڈ دیں جس سے وہ دانتوں کے درد اور غدود لعابیہ کے ورم میں مبتلا پائے گئے۔

3۔ نیز اسی رسالہ میں ڈاکٹر سجعان کا بیان نقل کیا گیا ہے کہ اس مملکت (رومہ) کے لوگ اکثر و بیشتر مرض زکام میں مبتلا رہتے تھے اور اس سے گلو خلاصی کی کوئی تدبیر نہ سوجھتی تھی۔ آخر کار ایک طبیب حاذق نے لوگوں کو ڈاڑھیاں رکھوانے کا حکم دیدیا چنانچہ انہوں نے ڈاکٹر کی ہدایت پر عمل کی۔ جس سے زکام بر طرف ہو گیا۔ (اقتباس از رسالہ دین حنیف)۔

(لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ) (سورہ والتین آیت 4)

ان احکامات کی روشنی میں ظاہر ھو گیا کہ غیر مسلم ڈاکٹر اور سائنسدان بھی ریش گذاری کے فوائد اور ریش تراشی کے مضرات کے قائل نظر آتے ہیں بہر حال اگر حکمائے فرنگی اس کے متعلق کچھ بھی نہیں کہتے تو بھی ہمارے لئے تو حکمائے روحانیین کی فرمائشات واجب العمل تھیں یہ چند اقوال بھی ان لوگوں کی تسلی خاطر کیلئے نقل کئے گئے ہیں جو بد قسمتی سے اقوال معصومینؑ پر اطباء و سائنسدانوں کے اقوال و آراء کو ترجیح دیتے ہیں اور یہ نہایت مذموم طریقہ ہے اور ضعف ایمان پر دلالت کرتا ہے۔ (**اعاذنا اللہ منہ**) بہر کیف مذکورہ بالا حقائق سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جس طرح مجوسیوں کا یونیفارم ڈاڑھی منڈوانا اور موچھیں

بڑھانا ہے اس کے بر عکس اسلامی یونیفارم یہ ہے کہ ڈاڑھی رکھوائی جائے اور مونچھیں کٹوائی جائیں اور کسی بھی قوم کا فرض ہوتا ہے اور اسی میں اس کی ترقی کا راز مضمر ہوتا ہے کہ وہ اپنے کلچر، ثقافت اور مذہب کی حفاظت کرے۔ اور دوسروں پر اسے غالب کرے۔ لہٰذا اسلامی شعار کی حفاظت لازم ہے۔ (وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ) (الحج آیت 32)

نیز یہ امر بھی بتقاضائے فطرت صحیحہ و عقل سلیم ثابت ہے کہ ہر شخص اپنے آقا کی وضع و شکل، طور و طریق اور صورت و سیرت اختیار کرنا پسند کرتا ہے۔ بنابریں مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ریش گذاری کے سلسلہ میں اپنے آقا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ شکل وہیت اختیار کریں۔ جنکی ریش گذاری پر سارے جہان کا اتفاق ہے۔

(لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ) (الاحزاب آیت 21)۔

مقدار ریش

مخفی نہ رہے کہ ریش گذاری کی دو حیثیتیں ہیں واجب دوسری مستحب واجب یہ ہے کہ اس قدر رکھی جائے کہ مُنڈی ہوئی معلوم نہ ہو اور مستحب یہ ہے کہ قبضہ بھر مدور (گول) رکھی جائے۔ اور جو اس مقدار سے زائد ہو وہ بنابر مشہور مکروہ اور بقول بعض علماء حرام ہے (الحینہ فی حکم اللحیۃ) اور حدیث میں اسکی مذمت وارد ہے۔ ارشاد معصومؑ ہے کہ۔

(ما زاد من القبضہ فھو فی النار)

''جو مقدار قبضہ سے زائد ہو وہ جہنم میں ہو گی'' (فروع کافی وغیرہ) اسی طرح جب شرعی مقدار کے مطابق ڈاڑھی ہو تو اس کی اصلاح اور کنگھی وغیرہ کرنا چاہیئے تاکہ بے ھنگم نہ ہو جائے بلکہ باعث زیب و زینت رہے کیونکہ ڈاڑھی مردوں کی زینت ہے بالخصوص نماز کے وقت کنگھی کر

نیکی تاکید زیادہ ہے۔ (**یا بنی آدم خذو ازینتکم عند کل مسجد**) ’’اے اولاد آدم نماز کے وقت اپنے آپکو زینت دو‘‘۔

﴿خاتمة المطالب فی استحباب اخذ الشارب﴾

جب بحمدہ تعالیٰ ریش گذاری کے وجوب اور ریش تراشی کی حرمت کے اثبات سے ہم باحسن وجہ فارغ ہو چکے تو مناسب معلوم ہوگا کہ آخر کلام میں چند جملے مونچھیں کٹوانے کے متعلق بھی لکھ دیئے جائیں ۔ اگرچہ سابقا حرمت ریش تراشی کے اثبات کے ضمن میں کئی احادیث گزر چکی ہیں جو مونچھیں کٹوانے کے سنّت موکدہ ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ جیسے مشہور حدیث (**حفوا الشوارب و اعفوا اللحی**) میں امر باخد الشارب موجود ہیں کہ مونچھیں کٹواؤاور اسی طرح (**حبابیئه و البیه**) والی حدیث جس میں بعض اقوام کے ملی مچھلی کی شکل میں مسخ ہونیکا ذکر ہے ان کا جرم یہ بیان کیا گیا ہے کہ ڈاڑھیاں منڈواتے تھے اور مونچھوں کو تاؤ دیتے تھے اس لئے مسخ ہوگئے۔ یہاں مزید برآں ایک دو احادیث شریفہ پیش کی جاتی ہیں۔

بحار الانوار جلد 16 میں جناب علامہ مجلسی علیہ الرحمہ حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ فرمایا (**اخذ الشارب من الجمعة الی الجمعة امان من الجذام**) جمعہ کو مونچھیں کٹوانا دوسرے جمعہ تک مرض جذام (کوڑھ) سے محفوظ رکھتا ہے نیز اسی کتاب میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ فرمایا (**من لم یا خذ شاربه فلیس منا**) جو شخص مونچھیں نہ کٹوائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

﴾ختم کلام بتوضیع مرام﴿

باخبر ناظرین پر مخفی نہیں ہے کہ اس قسم کی تاکید و تشدیدات کا تقاضا تو یہ تھا کہ مونچھیں کٹوانا واجب اور رکھوانا حرام ہوتا لیکن حضرت صادق علیہ السلام کی ایک صریحی فرمائش کتاب محاسن برقی علیہ الرحمہ میں موجود ہے کہ (**حلق الشارب من السنة**) مونچھیں کٹوانا سنت ہے۔

پس بعد ازیں ہم اسے واجب تو نہیں کہہ سکتے مذکورہ بالا فرمائشات کی روشنی میں اس فعل کے سنت موکدہ ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے۔ لہٰذا مونچھوں کو باریک کٹوانا چاہیئے۔ دعا ہے کہ خداوند عالم جملہ موالیان آئمہ اطہارؑ کو اس اسلامی شعار کے قائم کرنے یعنی ڈاڑھی رکھوانے اور مونچھیں کٹوانے کی توفیق مرحمت فرمائے تاکہ مجوسی کے ساتھ کی مشابہت سے نکل کر صحیح اسلامی شکل و صورت اختیار کر سکیں خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰؑ کے روبرو سرخرو ہو سکیں۔

وانا لاحقر محمد حسین عفی عنہ

(مصنف علّام کی دیگر تصنیفات)

فیضان الرحمان فی تفسیر القرآن (10 جلدیں)

احسن الفوائد فی شرح العقائد (مکمل)

اصول الشریعہ فی عقائد الشیعہ (مکمل)

تحقیقات الفریقین فی حدیث ثقلین (مکمل)

کواکب مضئیہ در احادیث قدسیہ (مکمل)

سعادۃ الدارین فی مقتل الحسینؑ (مکمل)

اصلاح الرسوم (مکمل)

مسائل الشریعہ ترجمہ وسائل الشیعہ (20 جلدیں)

قوانین الشریعہ فی فقہ الجعفریہ (2 جلدیں)

نماز جمعہ اور اسلام (رسالہ)

تجلیات صداقت بجواب آفتاب ہدایت (مکمل)

اثبات الامامت (مکمل)

زاد العباد لیوم المعاد (مکمل)

تنزیہہ الامامیہ بجواب رسالہ مذہب شیعہ

رسالۃ الحج منیۃ الناسکین

اسلامی نماز مع دیگر چند ارکان اسلام

خلاصۃ الاحکام (ملخص قوانین الشریعہ)

اقسام توحید (رسالہ)

وراثت بیوگان اور اسلام (رسالہ)

قرآن مجید مترجم

اقامۃ البرہان بطلان فی التصوف والعرفان

اصلاح المجالس والمحافل